رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

شیخ حبیب
سپرنٹنڈنٹ عام طلباء نیشنل ہاؤس
سے ۔ ع
سپرنٹنڈنٹ معائنہ مین
عام

بدر

قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۸ | قادیان مورخہ ۲۱ اگست سنہ ۱۹۳۳ء مطابق ۲۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۲ھ | نمبر ۱۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پالم پور میں بسوق اور دھرمسالہ میں ہفتہ زیر اشاعت میں بغرض سیر و تفریح تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے پھر واپس پالم پور آگئے۔ ان ایام میں حضور بواسیر کے دورہ سے علیل رہے۔ احباب درد دل سے دعا صحت و سلامتی و بخیریت واپسی فرمائیں۔ آمین ؛

(۲) حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر تعلیم و تربیت کو چند یوم سے بخار اور درد نقرس کی تکلیف ہے۔ اللہ تعالیٰ سے آپ کی صحت کے لئے دعا کریں ؛

(۳) مکرمی جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ پونچھ وغیرہ کے سفر سے بخیریت واپس تشریف لے آئے ہیں ؛

(۴) مکرمی مولوی محمد الدین تہال سے اپنے صاحبزادے ڈاکٹر محمد احمد صاحب کی کامیابی و خیریت کے لئے جو کہ افریقہ گئے ہوئے ہیں۔ احباب سے دعا کے خواستگار ہیں۔ دعا فرما کر ثواب حاصل کریں ؛

(۵) دو روز سے دارالامان میں خوب بارش ہو رہی ہے۔ خدام

مورخہ کی بارش کے۔ آمین ؛

اسلام میں ذات کی چھٹائی بڑائی کوئی چیز نہیں

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

اسلام سب سے پہلا مذہب ہے۔ جس نے نسب کے فخر کو پاؤں تلے کچلا۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ علوِ نسب اچھی چیز نہیں۔ بہت اچھی چیز ہے۔ کیونکہ اس سے انسان کو ترقی کرنے میں بہت سہولت ملتی ہے۔ مگر اس پر غرور اور فخر کرنا کسی عقلمند کے نزدیک زیبا نہیں۔ کیونکہ اگر نسب ہی نسب ہوا۔ اور بجز نسب کے اور کوئی جوہر انسان کے اندر نہ ہوا۔ تو یہ نسب اس کے کسی کام نہیں آسکتا۔ اسی بنا پر قرآن نے کہا کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ یعنی خدا کے نزدیک تم میں سب سے بڑا وہی ہے۔ جو سب سے زیادہ پاکیزہ صفات اور پاک نفس ہے ؛

افسوس ہے۔ ہندو لوگ ہزار سال سے مسلمانوں کی صحبت میں رہتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں۔ اور دیکھتے رہے ہیں۔ کہ اسلام میں ذات پات کی تمیز نہیں۔ اسلام سے قبل بدھ مت کی بھی یہی تعلیم تھی۔ ایک ہزار سال ہندوؤں نے بدھوں کی حکومت اور ایک ہزار سال تک اسلام کی حکومت کے نیچے گذارا۔ مگر تعجب ہے۔ کہ اب تک اس قوم کو یہ سمجھ نہ آئی۔ کہ ذات پات کی حقیقت کچھ نہیں۔ ذاتیں دنیا کے لوگوں کے رکھے ہوئے نام ہیں۔ خدا نے یہ نام نہیں رکھے خدا کے نزدیک وہی سید اور وہی برہمن ہے۔ جس کے عمل نیک ہوں۔ اور جس کا نفس پاک ہو۔ جس قدر زیادہ کوئی برائیوں سے بچنے والا اور نیکیوں میں سبقت کرنے والا ہوگا۔ اتنا ہی وہ خدا کا زیادہ مقرب ہوگا۔ چھٹائی بڑائی جنم پر موقوف نہیں۔ بلکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسان کی تعلیم و تربیت اور اس کے گرد و پیش کے حالات پر منحصر ہے۔ جنم پچھلے کرموں کا نتیجہ نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ بلکہ اتفاقاتِ زمانہ اور حوادثِ دہر کا نتیجہ ہے۔ ایسا ہی انسان کی روح باہر سے نہیں آتی۔ بلکہ تخم انسانی یا نطفے کے نشوونما سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ ہمارے ایک بزرگ نسب کے بارے میں فرما گئے ہیں ؎

بندۂ عشق شدی۔ ترکِ نسب کن جامی
کاندریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

اور سنیئے۔ ایک مزیدار قصہ۔ ایک اہلِ دل فقیر اور عارف کا قصہ سنیئے :۔

قصور ضلع لاہور میں آج سے قریباً ڈیڑھ سو سال پہلے ایک خدا رسیدہ بزرگ رہتے تھے۔ جو اوّل درجے کے صوفی ہونے کے علاوہ زبردست پنجابی شاعر بھی تھے۔ ان کا نام بلّھے شاہ تھا۔ ان کی تصنیف کردہ کافیاں پنجابی شاعری اور تصوف کا مایۂ ناز ہیں۔ نئی زمانہ بعض اصحاب نے ان کی لائف اردو میں لکھکر شائع کی ہے۔ وہ اوّل درجے کے راستباز اور صاف گو اور غیر متعصب مسلمان تھے آج کل کے خشک زاہد ہزار سال بھی کوشش کریں تو ان کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔ ان کے متعلق بہت سے قصے زبان زد خلائق ہیں۔ مگر یہاں تعلقِ مضمون کا لحاظ کرتے صرف ایک مختصر سا ذکر ان کے متعلق لکھتا ہوں۔

حضرت بلّھے شاہ قوم کے سیّد تھے۔ مگر ان کے مرشد ارائیں قوم کے ایک صاحب کمال باشندۂ لاہور تھے۔ شاہ عنایت نام تھا۔ حضرت بلّھے شاہ کے مرشد ہونے کی وجہ سے شاہ صاحب کے نام کو چار چاند لگ گئے ہیں۔ کیونکہ بلّھے شاہ نے اپنی کافیوں (نظموں) میں جا بجا ان کا ذکر کیا ہے۔ ایک دن بلّھے شاہ کے بھائیوں اور بھاوجوں نے ملکر ان کو سمجھایا۔ کہ بھائی تم سیّد ہو۔ آلِ نبی اور اولادِ علی ہو۔ تم نے کیا غضب کیا۔ کہ ایک ارائیں کے مرید ہو گئے۔ اس حرکت سے باز آؤ۔ اور ان کی بیعت توڑ دو۔ کیونکہ اس میں ہماری قوم کی ہتک ہوتی ہے۔ اور ہمارے خاندان کے نام پر بٹّہ لگتا ہے۔ حضرت بلّھے شاہ نے سنکر جو جواب دیا۔ وہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔ اس نے کہا۔ کہ میں تو ارائیں ہوں۔ سیّد ہرگز نہیں ہوں۔ جو شخص مجھے سیّد سمجھتا ہے یا سیّد کہتا ہے۔ وہ میرا اور خدا کا دشمن ہے۔ اور چونکہ وہ مجھ پر سیّد ہونے کا افترا باندھتا ہے۔ خدا اس کو دوزخ کی آگ میں ڈالے گا۔ میں تو ارائیں ہوں۔ میں تو ارائیں ہوں ارائیں ؎

جو کوئی سانوں سیّد آکھے۔ دوزخ دے وچ ساڑیدا

خدا حضرت بلّھے شاہ پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل کرے۔ انہوں نے اپنے جواب سے دو مسئلے حل کر دیئے۔ ایک تو ذات اور قوم کے فخر کو پاؤں تلے روند دیا۔ اور اپنے قول اور فعل سے واضح کر دیا۔ کہ سیّد یا ارائیں میں کچھ فرق نہیں۔ تقرب الی اللہ کے لئے ہر ایک انسان کے لئے راستہ کھلا ہے۔ دوسرے انہوں نے اس قول سے اس قانونِ قدرت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ انسان جس کسی کے ساتھ محبت کریگا۔ اور جس کسی کی محبت میں سرشار ہوگا۔ اس میں اُسی کی صفات جلوہ گر ہو جائیں گی۔ اور وہ اُسی کے رُوپ میں ہو جائے گا۔ لوہا آگ میں فنا ہو کر آگ کی صفات اختیار کر لیتا ہے۔ اور جو چیز نمک کی کان میں ایک مدت تک رہے۔ تو نمک میں فنا ہونے کی وجہ سے وہ نمک ہی ہو جاتی ہے۔ ع

ہر چیز کہ در کانِ نمک رفت نمک شد

یہی حال انسان کا ہے۔ وہ جس کی محبت میں فنا ہوتا ہے۔ اسی کی صفات اور اسی کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ حضرت بلّھے شاہ کے مرشد شاہ عنایت ارائیں تھے۔ اور وہ ان کی محبت میں سرشار تھے پس اپنے مرشد کی محبت میں فنا ہونے کی وجہ سے وہ بھی ارائیں ہوئے۔ اس لئے ان کا جواب بالکل صحیح تھا۔ دنیا کے لوگ اور حضرت بلّھے شاہ کے بھائی بند ان کے اس فلسفیانہ جواب کو شاید نہ سمجھ سکے ہوں۔ لیکن ان کا مطلب یہی تھا۔ کہ اگر میں اپنے مرشد کی محبت میں فنا ہو کر بھی سیّد رہا۔ تو میں نامراد رہا۔ میری کامیابی اور میری مراد کا حصول تو اسی میں ہے۔ کہ میں ارائیں بن جاؤں۔ اور اپنی سیادت کو قطعاً بھول جاؤں۔ حضرت بلّھے شاہ نے اس قول سے ایک حدیث کے معنے بھی حل کر دیئے۔ جو حضور نبی اکرم نے فرمائی ہے۔ کہ انت مع من احببت تو اپنے تئیں انہیں لوگوں کے زمرے میں سمجھ۔ جن کے ساتھ تیری محبت ہے ؛

(گوہر۔ بی۔ اے۔ پنجاب)

وصیت نمبر ۳۹۵۳

منکہ اللہ رکھی زوجہ عطا محمد صاحب قوم ارائیں عمر سن ۳۰ سال تاریخ بیعت سن ۱۹۲۰ء ساکن منگل باغباناں ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۷/۵/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے ترکہ کا ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد حصہ وصیت کردہ سے مہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور۔ /۱۲۰۔ مہر /۳۲ کل۔ /۱۵۲ ؛

گواہ شد:۔ عطا محمد خاوند موصیہ بقلم خود ؛

العبد:۔ اللہ رکھی موصیہ ؛

گواہ شد:۔ برکت علی احمدی از منگل باغباناں۔ ڈاک خانہ خاص قادیان ؛

درخواست:۔ آپ کم از کم ایک جدید خریدار فاروق کے لئے عطا فرما کر امداد کریں۔ (منیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۳۳ء

کلام الامام امام الکلام

احادیث بخاری میں تعارض

(از حضرت مسیح موعودؑ)

اس جگہ ہم چند مقامات متعارضہ صحیح بخاری کے جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب خیال کی گئی ہے اور درحقیقت اصح ہے لکھتے ہیں۔ از انجملہ معراج کی حدیثوں میں سخت تعارض واقعہ ہے کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۵۰ بخاری میں جو حدیث ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ میں مکہ میں تھا۔ کہ چھت کو کھول کر حضرت جبرئیل میرے پاس آئے اور میرے سینہ کو کھولا۔ اور آب زمزم سے اس کو دھویا پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا۔ جس میں حکمت اور ایمان بھرا ہوا تھا۔ سو وہ میرے سینہ میں ڈالا گیا۔ پھر جبرائیل میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف لے گیا۔ مگر اس میں یہ نہیں لکھا۔ وہ طشت طلائی جو عین بیداری میں ملا تھا۔ کیا ہوا اور کس کے حوالہ کیا گیا۔ بہرحال آسمان پر پہنچے اور ابراہیم کو چھٹے آسمان پر دیکھا۔ اور سب سے اوّل آدم کو دیکھا۔ پھر ادریس کو دیکھا۔ پھر موسیٰ کو۔ اور پھر ان سب کے بعد عیسیٰ کو دیکھا۔ بعد اس کے ابراہیم کو دیکھا۔ اور سب کے بعد بہشت کا مشاہدہ کیا۔ اور پھر واپس آئے۔ اور کتاب بدء الخلق صفحہ ۴۵۰ بخاری میں یہ حدیث ہے۔ کہ میں بیت اللہ کے پاس خواب اور بیداری کے درمیان تھا۔ کہ تین فرشتے آدمیوں کی صورت پر آئے۔ اور ایک جانور بھی حاضر کیا گیا۔ جس کا قد خچر سے کچھ کم مگر گدھے سے کچھ زیادہ تھا۔ پھر میں آسمان پر گیا۔ اور دوسرے آسمان پر یحییٰ اور عیسیٰ کو دیکھا۔ پھر تیسرے میں یوسف کو دیکھا۔ اور چوتھے میں ادریس کو دیکھا۔ اور پانچویں آسمان میں ہارون کی ملاقات ہوئی۔ اور چھٹے آسمان میں موسیٰ کو ملا۔ اور جب میں موسیٰ کے مقام سے آگے نکل گیا۔ تو وہ رویا۔ پھر جب ساتویں آسمان میں گیا۔ تو ابراہیم کو وہاں دیکھا۔

اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۴۷۱ بخاری میں یہ حدیث ہے۔ کہ معراج کی رات ابراہیم کو میں نے چھٹے آسمان میں دیکھا۔ اور اس حدیث میں براق کا کوئی ذکر نہیں۔ صرف اتنا لکھا ہے۔ کہ جبرائیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان پر لے گیا۔ اور اس حدیث میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ پہلے آدم کو دیکھا اور پھر ادریس کو اور پھر موسیٰ کو پھر عیسیٰ کو پھر ابراہیم کو۔

پھر بخاری کی کتاب المناقب صفحہ ۵۴۸ میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں حطیم میں تھا یا حجرہ میں لیٹا ہوا تھا۔ کہ ایک کہنے والا آیا۔ اور اس نے میرا دل نکالا۔ اسی اثنا میں ایک سونے کا طشت لایا گیا۔ جس میں ایمان بھرا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ میرا دل دھویا گیا۔ اور پھر میں براق پر سوار ہو کر آسمان پر گیا۔ اور دوسرے آسمان پر یحییٰ اور عیسیٰ کو دیکھا۔ اور تیسرے آسمان پر یوسف کو پایا۔ اور چوتھے آسمان پر ادریس کو دیکھا۔ اور پانچویں آسمان پر ہارون کو اور چھٹے پر موسیٰ کو اور ساتویں پر ابراہیم کو دیکھا۔

پھر بخاری کے کتاب التوحید والرد علی الجہمیہ میں صفحہ ۱۱۲۰ میں لکھا ہے۔ کہ مسجد کعبہ میں تین شخص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور ہنوز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منصب نبوت پر مامور نہیں ہوئے تھے یعنی وحی نازل ہونے اور مبعوث ہونے سے پہلے کا زمانہ تھا۔ اور آنحضرت صلعم مسجد حرام میں سوئے ہوئے تھے۔ جو معراج ہوا۔ لیکن اسی حدیث میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت مبعوث ہو چکے تھے۔ جب یہ معراج ہوا۔ پھر بغیر براق کے آسمان پر گئے۔ اور ادریس کو دوسرے آسمان میں دیکھا۔ اور ہارون کو چوتھے آسمان میں۔ اور ابراہیم کو چھٹے آسمان میں اور موسیٰ کو ساتویں میں۔ اور جب موسیٰ سے آگے ہو گذرے۔ اور ساتویں آسمان سے عبور کرنے لگے۔ تو موسےٰ نے کہا۔ کہ میرے رب مجھے یہ گمان نہیں تھا۔ کہ مجھ سے بھی زیادہ کسی کا رفع ہوگا۔ عربی عبارت یہ ہے۔ فقال موسےٰ رب لم اظن ان یرفع علیّ احد (یہ وہی رفع ہے جس کی طرف آیت وما قتلوہ وما صلبوہ الخ میں اشارہ ہے) پھر اس حدیث کے آخر میں لکھا ہے۔ کہ اس قدر واقعہ دیکھکر پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی۔ اور جاگ اٹھے۔ اور ان پانچوں حدیثوں میں بالالتزام لکھا ہے۔ کہ معراج کے وقت پہلے پچاس نمازیں مقرر ہوئیں۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس سے تخفیف کرا کر پانچ منظور کرائیں۔

اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ ان پانچ حدیثوں میں کس قدر اختلاف ہے۔ کسی حدیث میں براق کا ذکر ہے اور کسی میں یہ ہے۔ کہ جبرائیل ہاتھ پکڑ کے لے گیا۔ اور کسی میں بیداری اور کسی میں خواب لکھی ہے۔ اور کسی میں لکھا ہے۔ کہ میں حجرہ میں لیٹا ہوا تھا۔ اور کسی میں لکھا ہے۔ کہ صرف جبرائیل آیا تھا۔ اور کسی میں لکھا ہے۔ کہ تین آدمی آئے تھے۔ اور کسی میں لکھا ہے۔ کہ آدم کے بعد عیسیٰ اور یحییٰ کو دیکھا۔ اور کسی میں لکھا ہے۔ کہ آدم کے بعد ادریس کو دیکھا۔ اور کسی میں لکھا ہے۔ کہ عیسیٰ کو دوسرے آسمان میں دیکھا۔ اور موسےٰ کو چھٹے آسمان میں۔ اور کسی میں لکھا ہے۔ کہ پہلے موسیٰ کو دیکھا۔ پھر عیسیٰ کو۔ اور کسی میں یہ لکھا ہے۔ کہ ابراہیم کو ساتویں آسمان پر دیکھا۔ اور کسی میں لکھا ہے۔ کہ موسیٰ کو ساتویں آسمان میں دیکھا۔ اور ابراہیم کو چھٹے میں۔ غرض اس قدر اختلاف ہیں۔ کہ جس کے مفصل لکھنے کے لئے بہت سے اوراق چاہیئے۔ اب کیونکر ممکن ہے کہ اگر ہر ایک راوی ان تمام الفاظ کو بصحت تمام یاد رکھتا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے تھے۔ تو اس قدر اختلاف اور تعارض ان کے بیانات میں پایا جاتا۔ بلاشبہ بعض راوی بوجہ کمزوری حافظہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعض الفاظ کو بھول گئے یا محل بے محل کا فرق یاد نہ رہا۔ اسی وجہ سے یہ صریح اختلافات پیدا ہو گئے۔ پس جبکہ احادیث کے ضبط الفاظ کا یہ نمونہ ہے جو اس کتاب سے ملتا ہے۔ جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے۔ تو اس صورت میں اگر کوئی حدیث صریح کتاب اللہ کے معارض ہو یا ایسی باتوں کو بیان کرے۔ جو اشارات النص کے مخالف ہوں۔ تو کیونکر ایسی حدیث کے وہ معنی مسلم رکھے جائیں۔ جو قرآن کریم سے صریح تعارض رکھتے ہیں۔ جب کسی تعارض کے وقت حدیث کا بیان بمقابلہ بیان قرآن کریم کے چھوڑنا نفس پر شاق معلوم ہو۔ تو حدیثوں کے باہمی تعارض پر نظر ڈال کر خود انصاف کر لینا چاہیئے۔ کہ علاوہ اس کمال خاص قرآن کے کہ وہ وحی متلو ہے۔ محفوظیت کی رو سے بھی حدیثوں کو قرآن کریم سے کیا نسبت ہے۔ قرآن کریم کی جیسا کہ اس کی بلاغت و فصاحت و حقایق و معارف کی رو سے کوئی چیز مثل نہیں ٹھہر سکتی۔ ایسا ہی اس کی صحت کاملہ اور محفوظیت اور لاریب فیہ ہونے میں کوئی چیز اس کی مثیل نہیں۔ کیونکہ اس کے الفاظ و ترتیب الفاظ اور محفوظیت تامہ کا اہتمام خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ اور ماسوا اس کے حدیث ہو۔ یا قول۔ کسی صحابی کا ہو۔ ان سب کا اہتمام انسانوں نے کیا ہے۔ جو سہو اور نسیان سے بری نہیں رہ سکتے۔ اور ہرگز وہ لوگ محفوظیت تامہ اور صحت کاملہ میں احادیث اور اقوال کو مثل قرآن نہیں بنا سکتے تھے۔ اور یہ عجز ان کا اس آیت کریمہ کے اعجازات پیش کردہ میں داخل ہے۔ قل لئن اجتمعت الجن والانس علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا جب ہر ایک بات میں مثل قرآن ممتنع ہے۔ تو کیونکر وہ لوگ احادیث کو صحت اور محفوظیت میں مثل قرآن بنا سکتے۔" (ازالہ اوہام)

فاروق کی خریداری بڑھانا آپکا قومی فرض ہے ورنہ آپ کا پریس کمزور ہو کر دشمنوں کی خوشی کا موجب ہوگا۔ (مینیجر فاروق)

احمدی مشن

حضرت مسیح موعودؑ کے احسانات

(۳)

(۴) دنیا کی ہر قوم جو خدا کی قائل تھی۔ اس پر بھی آپ کا احسان ہے۔ وہ گم شدہ متاع اور وہ ہستی یعنے خدا تعالیٰ کی ذات جو مخلوق سے کسی کو نہ ملتی تھی اور ہزار ہا بندگان خدا اس کی تلاش میں سرگردان ہو ہو کر جنگلوں میں بھٹکتے پھرتے تھے۔ اور کوئی پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر جا جا کر اس کو ڈھونڈتے تھے۔ تو کوئی پانیوں کے ذریعے تلاش سمجھ بیٹھے تھے۔ اگر ایک طرف آگ کی پوجا کو خدا کے وصال اور قرب کا ذریعہ بنایا تھا۔ تو دوسری طرف سورج اور چاند اور پتھروں کو خدا کے ملنے کا اور اس سے ہمکلام ہونے کا ذریعہ سمجھ بیٹھے تھے۔ ادھر مسلمانوں کی قوم تھی۔ جو ہزاروں اور لاکھوں انسانوں سے اس کا ہمکلام ہونا مان کر پھر یہ سمجھ بیٹھی تھی۔ کہ اب خدا کسی سے کلام نہیں کرتا۔ اور کسی سے وحی کے ذریعہ اس کا بولنا بند ہو چکا ہے۔ مگر اس کے ملنے کی تلاش میں وہ وہ عجیب و غریب ذریعے ہندوؤں کی دیکھا دیکھی پیدا کئے۔ کہ خدا کی پناہ۔ کہیں زمین میں گڑھے کھود کر چلہ کشی شروع کر دی۔ اور خوراک کا یہ حال کہ کھانے اور پینے تک کا نام نہیں۔ جب یہ خدا کے وصالی اور مقرب اس گڑھے سے نکلیں۔ تو ڈھول اور ڈھمکا اور قسم قسم کے شیطانی کارناموں سے اپنے وصال الٰہی کا ثبوت دیتے ہیں۔ اور کہیں مردوں کے ذریعہ خدا کو تلاش کیا جاتا تھا۔ مگر افسوس وہ کسی پر ظاہر نہ ہوتا تھا۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کو رحیم رحمٰن علیم خبیر کریم غفور اور کلیم وغیرہ تو سب مانتے تھے۔ مگر اس کی حقیقی صفات کی معرفت سے محروم تھے۔ آپ نے آکر سب کو اس علیم و کلیم ہستی کا ثبوت دیا۔ کہ دیکھو اے خدا کی تلاش کرنے والو اسلام کا خدا زندہ خدا ہے۔ وہ اپنے بندوں سے ویسے ہی کلام کرتا ہے۔ جیسا کہ پہلے کرتا تھا۔ اور اس کی تلاش جنگلوں اور پہاڑوں کی کھوہ میں رہبانیت اختیار کر کے کرنا بے سود ہے۔ بلکہ وہ گھر کی چار دیواری میں ہی مل سکتا ہے۔ اور جو اس کے قرب کے پانے کی کوشش کرے۔ اس کو اب بھی اپنا مقرب بنا سکتا ہے۔ اور آپ نے بڑے زور سے اعلان کیا کہ وہ اب بھی بنا سکتا ہے۔ جسے چاہے کلیم اور اس کے ثبوت میں حضور نے اپنا وجود پیش کیا۔ اور بڑے زور سے یہ پیغام دنیا کے سامنے رکھا۔ "آں خدائیکہ از دامن اہل جہاں بے خبر اند۔ بر من او جلوہ نمود است گمراہی بپذیرد۔ کہ وہ خدا جس کو دنیا نہ جانتی تھی اس نے مجھ پر تجلی کی ہے۔ اس کو مانو۔

(۵) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ بالا احسانوں کے بتلانے کے بعد اب میں حضور کے علمی احسان بیان کرتا ہوں۔ قرآن کریم دنیا میں موجود تھا۔ اس کے پڑھنے اور جاننے والے بھی موجود۔ مگر حقیقت یہ تھی۔ گویا ثریا پر اٹھ گیا ہوا تھا۔ کیونکہ لا یبقی من القرآن الا رسمہ و لا یبقی من الاسلام الا اسمہ کی صداقت مسلمانوں کے اقوال اور افعال سے ہو رہی تھی۔ تو اس وقت آپ نے آکر دنیا کو قرآن پڑھایا۔ اور احمدیوں کے دلوں میں اسکی محبت قائم کر دی۔ جو صرف طاق نسیان بن چکا تھا۔ اور عمدہ عمدہ غلافوں میں لپیٹ کر اس کو گھر میں رکھ چھوڑنا بخشش کا ذریعہ خیال کر لیا تھا۔ مگر آپ ہیں۔ کہ نہ صرف احمدیوں کو آپ نے قرآن پڑھایا۔ بلکہ آریوں سناتنیوں اور عیسائیوں اور سکھوں کو بھی آپ نے قرآن پڑھا دیا۔ یہاں تک کہ اب آپ کے حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے گروکل کے طالب علموں کے کورس میں قرآن کا پڑھنا داخل کر دیا۔ اور عیسائیوں نے اپنے الٰہیات کے اسکولوں میں اس کی سٹڈی کرانی شروع کر دی۔ ایسا ہی امرتسر کے کالج میں گرنتھی کلاس کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکھوں نے بھی قرآن کا پڑھنا ضروری کر دیا۔ خواہ اعتراض کرنے کے لئے ہی مگر حقیقت شناس جانتے ہیں۔ کہ سچائی اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہے گی۔ اگر دوسری قوموں کی قرآن خوانی کو چھوڑ بھی دیا جائے۔ اور مسلمانوں کے اندر غور کیا جائے تو قرآن خوانی کا ولولہ حضور کا ہی پیدا کردہ آپ کو نظر آئے گا۔ جب بھی کوئی احمدی وفات مسیح اور صداقت مسیح اور حقیقت نبوت و ختم نبوت کے متعلق قرآن کریم سے دلائل پیش کریگا تو لازماً مخالف حضرات کو قرآن کی ورق گردانی کرنی پڑیگی۔ ورنہ اگر مولویوں پر ہی اسلام کا دارو مدار ہوتا۔ تو انہوں نے چودہ علم پڑھکر ہی قرآن کو ہاتھ نہ لگانے کا فتویٰ صادر کیا ہوا تھا۔ اور یا پھر مردے کی اسقاط بن چکا تھا اور یا اب یہ حال ہے۔ کہ گاندھی جیسے دشمن اسلام کی ایجاد کردہ ترک موالات اور ہجرت جیسے موجودہ حالت میں قبیح فتویٰ اور قتل مرتد اور اور پولیس اور فوج کی نوکری حرام کرنے کے فتوے یہی مولوی قرآن سے دیتے رہے ہیں ؛

---

(۶) پھر علاوہ قرآن کریم کی محبت دلوں میں جاگزیں کرنے کے اور اس کے ہی اندر نور اور ہدایت بتانے کے آپ نے قرآن کریم کے حروف جو مقطعات کے رنگ میں تھے۔ اس زمانہ کے کسی عالم اور فاضل کے علم اور وہم میں بھی وہ حقیقت نہ تھی۔ جو حضور نے ان کی بیان کی۔ اور دنیا پر ثابت کر دیا۔ کہ قرآن کی حقیقت مخفی کا بیان کرنا آپ کا ہی کام ہے ؛

---

(۷) علاوہ اس کے حضور نے قرآنی قسموں کی حقیقت بتائی ورنہ اگر مولویوں کی پیش کردہ قسموں کی حقیقت یورپ اور امریکہ کے سامنے آج رکھی جائے۔ تو ہرگز قبول نہ کریں۔ اور تو اور اسکولوں اور کالجوں کے طالبعلموں سے بھی یہ منوا نہ سکتے تھے۔ آج حضور کی پیش کردہ فلاسفی کو دنیا قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اس زمانہ کے علماء تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ قسموں کی فلاسفی کو سرقہ کر کے اپنے نام پر شائع کرتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے علم کی برتری ثابت کرنے کے لئے ایسی ایسی رذیل حرکتوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضور کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی اور آئینہ کمالات اسلام سے نقل کر کے ہمارے علامہ مولوی ابو الکلام آزاد البلاغ نمبر ۶ و ۱۳ جلد ۱ میں بڑے فخر سے اپنے نام پر شائع کرتے ہیں۔ اور دنیا کو بتلاتے ہیں۔ کہ گویا ان کی غور اور تدبر کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :۔

"کہ قسم کے معنے شہادت کے ہیں۔ اور دلالت کے ہیں۔ وہ ایک شاہد ہے۔ جو کہ اپنے مابعد کے دعویٰ کے لئے پیش کیا ہے۔ قسم کا مطلب استشہاد ہوتا ہے۔ ہم خدا کی قسم کھاتے ہیں یعنے یہ کہتے ہیں۔ کہ خدا شاہد ہے۔ ہم نے جھوٹ نہ بولا۔ سورۃ والفجر میں ھل فی ذالک قسم لذی حجر یعنے ان چیزوں میں صاحب عقل کے لئے بڑی بڑی شہادت ہے۔ منافقین کہتے ہیں۔ انک لرسول اللہ۔ اللہ نے ان کی تکذیب کی اور کہا اتخذوا ایمانھم جنۃ۔ پس خود خدا نے خود ہی شہادت کو قسم سے تعبیر کیا ہے۔ چونکہ عوام مفسرین و متاخرین نے اس حقیقت پر غور نہیں کیا۔ اسلئے وہ اس دھوکے میں پڑ گئے۔ کہ قسم ان چیزوں کی کھائی جاتی ہے جن میں بڑائی اور عظمت ہو۔ اس لئے تمام قسموں میں صرف عظمت کو ہی تلاش کرتے ہیں۔ امام رازی گو فرماتے ہیں۔ کہ قسم ایک طرح کی دلیل ہے۔ لیکن چونکہ اصل حقیقت سے پوری طرح متاثر نہیں۔ اس لئے غلطی کو شروع کر دیتے ہیں"

دیکھو حضرت مسیح موعود کی بیان کردہ فلاسفی کو کس جرأت اور دلیری سے اپنے دماغ کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ اور سب مفسرین و متاخرین پر اپنا فخر جتایا ہے۔ اس طرح ہمارے امرت سری دوٹانگوں والے شیر اور "فاتح قادیان" کے خطاب پر خوش ہونیوالے مولوی ثناء اللہ نے اپنی کتاب ترک اسلام میں حضور کی بیان کردہ قسموں کی فلاسفی کو درج کر کے بڑے طمطراق سے اپنے نام پر شائع کرتا ہے۔

---

(۸) پھر ناسخ اور منسوخ کا خیال قرآن کریم کے متعلق ہمارے علماء اور مفسرین نے پیدا کر لیا تھا۔ جس آیت کی سمجھ نہ آئی۔ اس کے متعلق فتویٰ دیدیا۔ کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ کم سے کم پانچ آیتیں منسوخ مانی گئیں۔ اور زیادہ سے زیادہ گیارہ سو تک لے گئے۔ اور غضب خدا کا جس کتاب کا خود یہ دعویٰ تھا۔ کہ ایک آیت اور ایک شوشہ اور نقطہ زیر اور زبر تک بدل نہیں سکتا۔ اس کے متعلق اس کے ماننے والے یہ عقیدہ گھڑ بیٹھے تھے۔ کہ گویا کثیر حصہ قرآن کا منسوخ ہے۔ حضور نے آکر بتایا۔ کہ قرآن الحمد سے لے کر والناس تک جو نازل ہوا۔ اس کی کوئی آیت اور حرف ہرگز ہرگز منسوخ نہیں ہوا۔ بلکہ علماء کے خیال باطل میں جو آیتیں منسوخ تھیں۔ ان سے بڑے بڑے معارف اور حقائق نکالے۔ اور دشمنوں کو دندان شکن جواب دیئے ؛

---

(۹) علاوہ اس کے قرآن کریم کی صحیح تفسیر کرنے کے گر بتائے جنکے اختیار کرنے کے بعد ایک مسلمان ہزاروں لغزشوں سے محفوظ ہو سکتا ہے۔ پھر قرآن کریم کی ترتیب ظاہری پر جو لوگ مقدم اور مؤخر آیات مانتے تھے۔ ان کی غلطی بتائی۔ اور ثابت کیا کہ قرآن کریم کی ظاہری ترتیب بھی اپنے اندر کئی حکمتیں رکھتی ہے۔ الغرض قرآن کریم کا عشق اور اس کے پڑھنے کا شوق اور اس کے سمجھنے کے لئے آپ نے ایسے ایسے اصول بیان کر دیئے۔ کہ قرآن کریم جو ایک مشکل کتاب خیال کی جاتی تھی۔ اس کو آسان کر دیا۔ اور بیسویں صدی کے دور میں قرآن کریم کی وہ عظمت خدا تعالیٰ کے حکم سے قائم کر دی۔ جس کے دوست اور دشمن گواہ ہیں ؛

---

(۱۰) دنیا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور ثنا کرنے کے لئے شاعروں نے صفحوں کے صفحے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لکھے۔ خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے کے لئے ان کی قلموں میں جوش پیدا ہوا۔ اپنے اپنے محبوبوں کے وصف بیان کرنے کے لئے کتابوں کی کتابیں لکھ ماری۔ فرشتوں کی حقیقت اور معراج کے حالات تو شاعری میں بیان کرنے والے آپ کو ہزاروں نہیں لاکھوں ملیں گے۔ مگر آہ قرآن کریم کی مدح اور ثنا کرنے والا بجز اس زمانہ کے مرسل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے آپ کو ہرگز نہ ملے گا۔ آپ ہی وہ انسان ہیں جنہوں نے ببانگ دہل بتایا کہ ؎

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

پھر قرآن کریم کی شان بیان کرتے ہوئے یوں کہا ؎

شکر ہے خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے
کیا وصف اس کا کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے
دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسی خوابیں
خالی ہیں ان کی قابیں خوان ہدیٰ یہی ہے
اس نے خدا دکھایا وہ یار اس سے پایا
راتیں تھیں جتنی گذریں اب دن چڑھا یہی ہے
اس نے نشاں دکھائے طالب سبھی بلائے
موتے ہوئے جگائے بس حق نما یہی ہے
پہلے صحیفے سارے لوگوں نے سب بگاڑے
دنیا سے وہ سدھارے نوشہ نیا یہی ہے
کہتے ہیں حسن یوسف دلکش بہت تھا لیکن
خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے
یوسف تو سن چکے ہو اک چاہ میں گرا تھا
یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے

پھر فرماتے ہیں ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے
پس میرے دوستو غور کرو اور سوچو اور خالی الذہن ہو کر تدبر کرو۔ کہ یہ قرآن کی مدح اور ثنا کرنے والا اسلام کا دشمن ہو سکتا ہے۔ ہمارے امرتسری مولوی بھی جب کسی لیکچر کے لئے کھڑے ہونگے۔ تو حضور کے بیان کردہ اشعار ہی پڑھکر قرآن کریم کی ثنا بیان کرینگے۔ کیونکہ قادیان کے سوا ان کو قرآن کریم کی تعریف میں شاعری کہیں نہیں ملتی۔ (باقی وارد)

پیغامی مشن

قانون قدرت اور مسیح کی بن باپ ولادت

(۳)

پھر میرے محترم بزرگ اس قسم کی پیدائش کی نظیریں زمانہ حاضرہ یا ازمنہ سابقہ سے مانگتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ جب حکماء نے اپنی کتابوں میں اس قسم کی عورتوں کا ذکر کیا ہے۔ کہ جن کی منی خود بخود کسی ذریعہ سے جوش مارتی ہے۔ تو ان کی قوت رجولیت اور انثیت دونوں کام کرتی ہیں۔ اور وہ حاملہ ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ مرد کے توسل کا نام و نشاں نہیں ہوتا۔ اور بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر اس قسم کی عورتیں عام طور پر کثرت سے نہیں ہوتیں۔ کسی کسی زمانہ میں اور کسی کسی قوم میں اور کسی کسی ملک میں اس قسم کی عورتیں ہندوؤں میں بھی تاریخی طور پر پائی جاتی ہیں۔ اور یونانیوں میں بھی اور یہودیوں میں بھی جن کا ذکر ان کی مقدس کتب میں بکثرت ہے۔ اصل بات جس سے ہمارے لاہوری دوستوں اور سر سید جیسے آزاد خیال بعض لوگوں کو اس قسم کے امور نادرہ پر یقین نہیں رہا یہ ہے۔ کہ ان کی نظر اکثر امور کثیر الوقوع اور متواتر الظہور پر ہوا کرتی ہے۔ اور یہی ہوتا ہے۔ کہ عام لوگوں کی نگاہ میں جو باتیں کثیر الوقوع اور متواتر الظہور ہوں۔ وہ بطور قاعدہ یا قانون قدرت کے مان لی جاتی ہیں۔ اور انہی کی سچائی پر انہیں اعتماد ہوتا ہے۔ اس لئے دوسرے امور نادر الوقوع ہوتے ہیں۔ جیسے مریم صدیقہ کا کنواری ہونے کی حالت میں محض اس کی قدرت سے حاملہ ہونا یا ذکریا کی بیوی کا بچہ جننے کی طاقتوں کا بالکل زائل ہو جانا اور پھر خدا تعالیٰ کی محض قدرت نادرہ سے یحییٰ جیسے بزرگ نبی کا ان کے وجود سے پیدا ہونا۔ جس پر قرآن کریم شاہد ہے۔ وہ بمقابل امور کثیر الوقوع کے جو عام طور پر پیدائش کے متعلق نظر آتے ہیں۔ نہایت نادر الوجود اور مشتبہ بلکہ باطل کے رنگ میں دکھائی دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے عوام کیا خواص کو بھی خواہ وہ امیر قوم ہو یا ڈاکٹر سر سید ہو یا کوئی اور ان کے وجود میں شکوک اور شبہات پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ سو بڑی غلطی جو ان حضرات کو لگی ہے یہ ہے۔ کہ وہ امور کثیر الوقوع پر ہی اپنی کوتاہ نظر کو دوڑاتے ہیں۔ اور امور نادرہ کا کمی ایمان کے باعث انکار کر دیتے ہیں +

ہمارے مشاہدہ میں کئی دفعہ یہ امور نادرہ آئے ہیں۔ مثلاً ایک ہی حمل میں دو یا تین یا چار یا پانچ بچوں کا عورت کے پیٹ سے پیدا ہو جانا۔ اور بعض دفعہ یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ عورت کے پیٹ سے بچائے انسانی شکل کے بچہ کے حیوانی شکل کا پیدا ہو جانا۔ اور پھر علاوہ اس کے چند سالوں کی بات ہے۔ ایک عورت کے دو بچہ پیدا ہوئے جو جڑے ہوئے تھے۔ ایسی میں دو منہ تھے ان کے اور تین ٹانگیں ملی ہوئی اور پیشاب کرنے کا کوئی رستہ ہی نہ تھا۔ اور پھر وہ کتنا ہی عرصہ زندہ بھی رہے۔ ایسا ہی جانوروں میں بھی کئی دفعہ یہ دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ بھینس کے بچہ پیدا ہوا۔ جس کے دو منہ تھے اور دوسرا اور چار ٹانگیں۔ اس کے علاوہ میں نے جموں میں ایک آدمی ایسا دیکھا تھا۔ جس کے پستانوں سے عورتوں کی طرح دودھ نکلتا تھا۔ پھر جب ہم قرآن شریف کی طرف غور کرتے ہیں۔ تو وہاں پر بھی بعض امور نادرہ قسم کے پاتے ہیں۔ مثلاً حضرت یونس کا مچھلی کے پیٹ میں تین دن تک زندہ صحیح سالم رہنا اور پھر زندہ ہی نکل آنا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسا ہی حضرت موسیٰ کا صحیح سالم سمندر سے پار چلے جانا اور فرعون کا اسی رستہ پر غرق ہو جانا۔ اور شق القمر کا ہونا پھر احادیث میں مسیح موعودؑ کے زمانہ کی علامت میں ایک نشان خسوف کسوف کا بتایا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی فرمایا۔ کہ جب سے بنی آدم پیدا ہوئے۔ اور قیامت تک کبھی بھی یہ نشان ظاہر نہ ہوگا۔ اور نہ ہوا سوائے ہمارے مہدی کے زمانہ کے اب معلوم نہیں قانون قدرت کے پابند ہمارے شیخ صاحب اس کا بھی انکار کئے بیٹھے ہوں۔ حالانکہ یہ امر بھی اپنی نظیر بالفاظ حدیث نہیں رکھتا۔ حالانکہ مسیح کی پیدائش کی نظیریں عام طور پر ہر قوم اور ہر ملک میں پائی جاتی ہیں۔ علاوہ اس کے حضرت صاحب نے سرمہ چشم آریہ میں امور نادرہ کی بہت سی مثالیں دی ہیں۔ اگر دیکھنا ہو۔ تو صفحہ ۱۵ کو دیکھ لیں۔ اب اس قسم کے امور نادرہ جو خدا تعالیٰ کی قدرت پر ازدیاد ایمان کا باعث ہوتے ہیں۔ گو بہت کم اور نادر ہوتے ہیں۔ تو کیا ہم یہ خدا کا قانون کثیر الوقوع جو عام بنی نوع میں یا حیوانوں میں دیکھتے ہیں۔ اس کے برخلاف امور نادرہ کا انکار کر دیا کرتے ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر مسیح کی پیدائش اور یحییٰ کی پیدائش جو عام قانون تخلیق بنی آدم سے نرالی اور خارق عادت امور نادرہ سے ہے کے تسلیم کرنے میں کون سی قباحت لازم آتی ہے۔ اور پھر جب کہ بڑے بڑے حکماء اور اطباء نے اس قسم کی حدوثوں کا اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ کہ جو باعث غلبہ رجولیت اس لائق ہوتی ہیں۔ کہ ان کی منی دونو طرح قوت فاعلی اور انفعالی رکھتی ہو۔ اور کسی سخت تحریک سے جنبش میں آکر خود بخود حمل ٹھیرنے کا موجب ہو جاتی ہے۔ تو ہماری سخت ہٹ دھرمی ہوگی اگر ہم اطباء کے اس فیصلہ کا بھی انکار کر دیں۔ جنہوں نے ازمنہ سابقہ کی مثالیں لکھکر ہمارے لئے سہولت بہم پہنچادی۔

پھر میرے محترم بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ اگر مخالفین کے خیال کو اور وسعت دی جائے۔ تو صرف عورت ہی کی اس میں کیوں خصوصیت ہے۔ مرد اس کمالے قانون کی زد سے کہاں بچ سکتے ہیں۔ کیونکہ اکیلی عورت کی ذات کو اس کام کے لئے مخصوص کرنا ان کی نرالی منطق اور خوش اعتقادی اس وجہ سے ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جس طرح پر چاہے پیدا کر سکتا ہے۔ تو اس دلیل کی رُو سے کیا مرد ہی یہ کام نہیں دے سکتے؟

جواباً گذارش ہے۔ کہ کالے اور گورے قانون کے اصل میں تو آپ جکڑے ہوئے ہیں۔ مگر ہم تو خدا تعالیٰ کو بغیر اسباب معتادہ کے مانتے ہیں۔ کہ وہ نیست سے ہست کرنے پر قادر ہے۔ اور وہ کسی اسباب کا محتاج نہیں۔ وہ اسباب کا بھی پیدا کرنیوالا ہے۔ اور پھر ہم کہتے ہیں۔ کہ وہ خدا جس نے بغیر عورت اور مرد کے اختلاط کے ابتدائی زمانہ میں انسان کو محض اپنی قدرت سے پیدا کر دیا۔ وہ اب بھی طاقت رکھتا ہے۔ کہ وہ مرد سے ہی اس کالے قانون کی ابتداء شروع کر دے۔ کون ہے جو اس قادر کی قدرتوں کی حد بست کر سکے۔ باوجود اس کے کہ کہ اس نے انسان کو علم دیا ہے۔ پیدائش کا کہ لو میں نے یہ تمہاری ترقی نسل کے لئے قانون جاری کیا ہے۔ مگر پھر بھی اس کی تمام حکمتوں اور قدرتوں پر ہم کو علم حاصل ہو جانا ممتنع اور محال ہے۔ تو اگر وہ اپنی قدرت کا اظہار جس کی غرض انسانوں کے قلوب کو اپنی ہستی کی طرف متوجہ کرنا ہوتی ہے کبھی کر دے تو کیا یہ امر اس پر محال ہے۔ میں تو بڑے وثوق اور یقین اور ایمان سے کہوں گا۔ کہ نہیں ہرگز نہیں ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

(باقی آئندہ)

احباب بیرون ہند - افریقہ۔ جدہ وغیرہ کے وہ احباب جنکی خدمت میں کئی سالوں سے فاروق برابر حاضر ہوتا رہا ہے۔ ابتک فاروق کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ نمعلوم ان کو فاروق کے حقوق سے اس قدر فراموشی کیوں ہے؟ اس سے قبل بھی دو تین بار یاددہانی کیگئی ہے۔ مگر صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ اب پھر گذارش ہے۔ کہ ؎

یہودی مشن

رسالہ کذبات مرزا کا جواب

بسلسلہ گذشتہ

(از ماسٹر محمد علی اظہر)

---

(۱۰) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق پیشگوئی۔

(۹) ؎ اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت فہیم وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ مبارک۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل والآخر مظہر الحق والعلیٰ کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ اور قومیں اس سے برکت پائینگی تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائیگا۔ وکان اللہ امراً مقضیاً + (اشتہار مطبوعہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء۔ تبلیغ رسالت جلد اوّل ص ۵۹-۶۰)

(ب) ؎ ابھی تک جو ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء ہے۔ ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عمر ۲۰-۲۲ سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا۔ لیکن ہم جانتے ہیں۔ کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو۔ خواہ دیر سے۔ بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔" (اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء۔ تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۷۲)

(ج) "واضح ہو۔ کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے جیسے منشی اندرمن صاحب مراد آبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے۔ کہ نو برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔ ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ سو اوّل تو اس کے جواب میں یہ واضح ہو۔ کہ جن صفاتِ خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے۔ کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی۔ اس کی عظمت اور شان میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ صریح دلی انصاف ہر ایک انسان کا شہادت دیتا ہے۔ کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے۔ انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے۔ اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے۔ نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔"

(اشتہار ۸ راپریل ۱۸۸۶ء۔ تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۷۵-۷۶)

(د) "اس عاجز کی کسی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں۔ الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا۔ اور بیان کیا۔ کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہونگے۔ دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۸۶ء و اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا۔ اور فوت بھی ہو گیا۔ اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا۔ کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے، وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔"

(سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

(ہ) "مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے۔ وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے۔ کہ "اس کے ساتھ فضل ہے۔ کہ جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا"۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔ اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔ اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔"

(سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

(و) "خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا۔ کہ بشیر اوّل کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہوگا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے۔ جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔ جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے۔ اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا۔ کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔"

(اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

(ز) "کامل انکشاف سے اطلاع دے کر پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت ..... کی تھی۔ کہ وہ اب پیدا ہوگا۔ اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں۔ اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا۔ اور اب نویں سال میں ہے۔"

(سراج منیر مطبوعہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۳۱)

(ح) "دوبارہ اطلاع" سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا۔ کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا تھا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ کے اشتہار پڑے ہوئے ہونگے اور ایسا ہی دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہونگے۔ پھر جبکہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی۔ اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا۔ جو اس سے بے خبر ہو۔ تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے۔ جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا تھا۔"

(تریاق القلوب مطبوعہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۴۲)

(ط) "تیسری دفعہ اطلاع" ایسا ہی جب میرا لڑکا فوت ہو گیا۔ تو نادان مولویوں اور ان کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی۔ اور بار بار اُن کو کہا گیا۔ کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہونگے۔ پس ضرور تھا۔ کہ کوئی لڑکا خوردسالی میں فوت ہو جاتا۔ تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہیں آتے۔ تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی۔ چنانچہ میرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے "دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں" یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی۔ جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمود رکھا گیا۔ اور اب تک بفضلہ زندہ موجود ہے۔ اور سترھویں سال میں ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶)

یہ وہ پسر موعود ہے۔ جس کے پیدا ہونے سے کئی سال پہلے اس کی صفات بیان کی گئیں۔ اور متواتر لوگوں کو اس پیشگوئی کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اعتراضات کے جواب دیئے گئے۔ پیدا ہونے پر اطلاع دی گئی۔ اور بار بار تعیین کی گئی۔ اب وہ پسر موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی حیثیت سے ہمارے درمیان موجود ہے۔ اس پیشگوئی کو پڑھو۔ جو اس مقدس وجود کے پیدا ہونے سے پہلے اس کی نسبت شائع کی گئی۔ اور اس کی زندگی کے واقعات۔ اور اس کے کارناموں پر غور کرو۔ تو صریح طور پر نظر آرہا ہے۔ کہ اس پیشگوئی کا صحیح اور سچا مصداق حضور انور خلیفہ ثانی کی ذات ستودہ صفات ہے ؛

غرضیکہ آیت فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول ۲۹/۱۲ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے سچے نبی اور رسول ثابت ہوتے ہیں۔ اگر اس اظہار علی الغیب کی تفصیل دیکھنی ہو۔ تو حضور کی کتب خصوصاً سراج منیر۔ تریاق القلوب۔ نزول المسیح حقیقۃ الوحی کا مطالعہ کرو۔

(باقی دارد)

دیانندی مشن

آریہ سماج کی موت کی کہانی

سنت رام آریہ کی زبانی

یہ شروع دنیا سے چلا آتا ہے۔ کہ حق کے مخالف لوگ جھوٹ کی نجاست پر منہ مارتے ہیں۔ حق پر پردہ ڈالنے کے لئے غلط اور خارج از عقل واقعات کو پیش کرتے ہیں۔ مگر ہر وقت حق کے مخالفوں کو منہ کی کھانی پڑتی ہے۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے۔ کہ حق کے مقابل جھوٹ کامیاب ہو سکے ؛

آج میں اس کی بیّن مثال میں سنت رام اجمانی کو پیش کرتا ہوں۔ یہ دیانندی باوجود جاہل مطلق ہونے کے عموماً احمدیوں کے منہ آیا کرتا ہے۔ اور ہر وقت منہ کی کھاتا ہے۔ دل ہی دل میں کڑھتا ہے۔ جب احمدیت کی مخالفت کے لئے اس کو کوئی جائز نکتہ نہیں ملتا تو پیچ و تاب کھا کر جو واہی تباہی منہ میں آتا ہے بک دیتا ہے۔ اس نے آریہ ویر میں ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس کی آج کی صحبت میں پڑتال کرتا ہوں۔

سنت رام آریہ :- ہندوستان میں آریہ سماج اور احمدیہ جماعت کو کام کرتے ہوئے تقریباً ۵۰ سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ مرزائی جماعت کے بانی مبانی مرزا غلام احمد صاحب تھے۔ اور آریہ سماج کے ستھاپک رشی دیانند۔ دونوں نے تقریباً ایک ہی وقت میں کام کرنا شروع کیا۔ پچاس سال کے بعد ہمارا حق ہے۔ کہ ہم دیکھیں کہ دونوں میں سے کونسی جماعت کامیابی کی طرف چل رہی ہے۔ اور کونسی جماعت ناکامیاب ہوئی ہے ؛

احمدی شرما :- مہاشہ جی! آپ بڑی خوشی کے ساتھ یہ حق رکھتے ہیں۔ کہ دونوں جماعتوں کی کامیابی اور ناکامیابی کو دیکھکر حقیقت کو پالیں۔ اس لئے ہمارا بھی حق ہے۔ کہ آپ کو اصلیت سے آگاہ کردیں۔ اگر تعصب کی پٹی کو اپنی آنکھوں سے اتار کر اپنے گذشتہ حالات کا مطالعہ کریں۔ یا اپنی ہی گذشتہ تحریروں کو الگ کونے میں بیٹھکر پڑھیں۔ تو فوراً آپ پر اصل حقیقت کھل جائیگی۔ اگر آپ کو اس قدر فرصت نہ ہو۔ تو بندہ خدمت کے لئے ہر وقت حاضر ہے۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ مذہبی انسان کے لئے لازم ہے۔ کہ غلط فہمی میں پڑکر کسی کو دھوکا دینے کی سعی نہ کرے۔ اور نہ ہی اپنے نفس کو دھوکا میں رکھے۔ اس لئے میں آپ کو آریوں کی کہانی سنت رام اجمانی کی زبانی ہی سناتا اور دکھاتا ہوں۔ دل کی آنکھوں کو کھول کر دیکھیں۔ اور انصاف سے کام لیں ؛

احمدیوں کی کامیابی

— اور —

آریوں کی تباہی پر آریہ کی گواہی

آؤ سنت رام کا بیان سنو۔ وہ لکھتا ہے :-

"رشی دیانند اور منشی اندرمن کے زبردست اعتراضات کی تاب نہ لاکر مرزا غلام احمد قادیانی نے احمدیہ تحریک کو جاری کیا۔ . . . احمدیہ تحریک کا زیادہ تر حلقہ کار مسلمانوں کے درمیان رہا ہے۔ ان کے خیالات اور مسلمانوں کے خیالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مسلمان علماء نے آج تک ان کو مسلمان تسلیم نہیں کیا۔ وہ ان کی نظر میں ویسے ہی کافر ہیں۔ جیسے دیگر غیر مسلم لیکن اس کے باوجود اس جماعت کے کام نے مسلمانوں کے اندر حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی ہے . . .

اس تحریک نے مسلمانوں کے اندر اتحاد پیدا کر دیا ہے سنی ۔ شیعہ ۔ قادیانی ۔ اہل حدیث ۔ وہابی ۔ آغاخانی سب متحد ہیں ۔ آج مسلمان ایک طاقت ہیں . . . .

اب آریہ سماج کی طرف آؤ ۔ اس کا کام زیادہ تر ہندوؤں میں رہا ہے ۔ لیکن آج ہندوؤں کی حالت کو دیکھو . . . . مسلمان قرآن کے گرد جمع ہو گئے ۔ ہاں آریہ سماج ہندوؤں کو کسی ایک نقطہ پر جمع نہ کر سکا ۔ آریہ سماج کا پران وید ہے ۔ وید آریوں کا پرم پوتر گرنتھ ہے اور اس کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے ۔ لیکن آریہ سماج ہندوؤں میں ۵۰ سال کام کرنے کے بعد بھی اُن کو وید کے گرد جمع نہ کر سکا ۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے ۔ کہ ہندو آج بکھری ہوئی طاقت ہیں ۔ ان کا شیرازہ پراگندہ ہے ۔ وہ کسی بھی ایک نقطہ پر جمع نہیں ہو سکتے ۔ اور وہ ہر ایک کا نشانہ بنے ہوئے ہیں ۔ اور وہ اس مردم شماری میں ۳۰ سے ۲۶ فیصدی رہ گئے ہیں ۔ جس کا نتیجہ یہ ہے ۔ کہ اگر یہی رفتار رہی ۔ تو چالیس سال کے عرصہ میں پنجاب میں ایک بھی ہندو نظر نہ آئیگا ۔ کیا کبھی سوچا بھی ہے ۔ کہ کیوں ہندو وید کے گرد جمع نہیں ہو سکے ۔ اس کا جواب صاف ہے ۔ کہ آریہ سماج خود وید کی طرف کم توجہ دے رہا ہے . . . . آریہ سماج میں اس وقت ایسے بھی آدمی پیدا ہو گئے ہیں ۔ جن کا وید پر وشواس نہیں رہا ۔" (از سنت رام اجنبانی اخبار آریہ ویر ۹ راگست ۱۹۳۱ء صفحہ ۶)

مہاشہ جی امید ہے ۔ کہ اگر آپ نے اب اپنی اس تحریر کو ملاحظہ فرمایا ۔ تو یقیناً اصلیت آپ پر کھل جائیگی ۔ اور آپ کو آریہ سماج کی ترقی کا خواب بھول جائے گا ۔ میں طوالت کے باعث زیادہ شہادات آریہ سماج کی موت پر تحریر نہیں کرتا ۔ لیکن آپ نے اگر ضرورت ظاہر کی ۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ پیش کر دوں گا ۔ اطلاعاً عرض ہے ۔

سنت رام اجنبانی :- مرزا غلام احمد نے اپنی ایک پیشگوئی میں لکھا تھا ۔ "عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے ۔ کہ تم نظر اُٹھا کر دیکھو گے ۔ کہ ان پڑھے لکھوں میں سے ایک ہندو بھی تمہیں دکھائی نہ دیگا ۔ سو تم ان کے جوشوں سے گھبرا کر نومیدمت ہو ۔ کیونکہ وہ اندر ہی اندر اسلام قبول کرنے کی تیاری کر رہے ہیں ۔"

احمدی شرما :- مہاشہ جی ۔ بندہ اس پیشگوئی کی سچائی کئی دفعہ ثابت کر کے دکھا چکا ہے ۔ مگر آج تک آپ کو یا کسی اور آریہ سماجی عالم کو اس کی تردید کرنے کی جرأت نصیب نہ ہوئی ۔ بلکہ یہ تحریر کر دیا ۔ کہ "دیگر مذاہب والے کتنے اعتراض آریہ سماج پر کر رہے ہیں ۔ لیکن ایک بھی آریہ ویر نہیں ہے ۔ جو اُن کا جواب دے سکے ۔ قادیانی بھائی آئے دن کتابیں لکھ رہے ہیں ۔ اور ان میں سے بہتیرے سنسکرت کے عالم بن رہے ہیں ۔" (آریہ ویر ۲۲ ر فروری ۱۹۳۱ء)

مہاشہ جی ۔ اب آپ بتائیں کہ کیا اسی کو ترقی اور زندگی کہا جاتا ہے ۔ کاش کہ آپ غور کرنے کی عادت ڈالیں ۔ تاکہ آپ اصلیت کو پا سکیں ۔ یہی ثبوت ہے ۔ جس کی پیشگوئی کی گئی تھی ۔ اللہ تعالےٰ بھی فرماتا ہے ۔ ولکن لیقضی اللہ امراً کان مفعولا ۔ لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحییٰ من حیّ عن بینۃ وان اللہ لسمیع علیم ۔ یعنی پورا کر دکھانا تھا اللہ نے اس کام کو جو تھا ہونے والا ۔ تا ہلاک کرے اس کو جو ہلاک ہو چکا محبت کے ساتھ اور جیتا رہے جو جیتا ہے قوی دلیل سے ۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ سننے جاننے والا ہے ۔ سورہ انفال ۔

کوئی ہندو نظر نہیں آتا

"کیا آج کل کا آریہ سماج بھی کوئی دھرم ہے ؟ نہیں آج کل کا آریہ سماج دھرم نہیں ہے . . . جس طرح مندر مٹھ اور تیرتھ وغیرہ بنا کر بیٹھے ہوئے ان کی آڑ میں شکار اور دھاڑ مار کرتے ہیں ۔ اسی طرح آجکل کے آریہ سماج نے اپنے سنتھائیں مٹھ روپی تیرتھ کھول کر پبلک دھن کی لوٹ آپس میں دھاڑ اور پھوٹ مچا کر جنتا کو دھرم سے خالی کر رکھا ہے ۔"

(آریہ ویر ۲۵ ر دسمبر ۱۹۳۲ء)

"ہندوؤں کا دھرم تھا وید ۔ لیکن ہندوؤں نے اس سے کنارہ کشی کر لی ۔ آج جو ہندو لیڈر ذرا بڑا بنتا ہے ۔ وہ سب سے پہلے وید کو تلانجلی دے دیتا ہے وہ یہ بات کہنے میں ناز اور فخر محسوس کرتا ہے ۔ کہ وید الہٰی کتاب نہیں ۔ کچھ لوگوں نے گیت بنائے ۔ اور ان کا مجموعہ وید کہلانے لگا . . . . دھرم کی باتوں کو وہ مذاق سمجھتے ہیں ۔ وید کا پڑھنا ان کیلئے تضیع اوقات ہے . . . . آریہ سماج ہندو جاتی کے لئے سب سے بڑا امید کا مینار تھا ۔ لیکن اس کی بنیاد سوامی دیانند نے وید پر رکھی تھی ۔ لیکن مغرب زدہ اس کی بنیاد سے وید کو نکال رہے ہیں ۔ اور کہہ رہے ہیں ۔ کہ وید الہامی نہیں ہیں ۔ گویا آریہ سماج کا مرکز اور آریہ سماج کی بنیاد بھی ہل رہی ہے ۔"

(آریہ ویر ۸ ر فروری ۱۹۳۳ء)

آریوں کا ویدوں سے تمسخر

"آریہ سنتان ویدوں پر ۔ ویدوں کے معتقدوں پر اور مداحوں پر تمسخر کرتی ہے ۔ اور ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے ۔ وید کا نام سن کر اُن کا سینہ پھٹ جاتا ہے ۔ چہرہ لال ہو جاتا ہے ۔ آنکھیں غصہ سے بھر جاتی ہیں ۔ اور دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے ۔ کہ وید کے نام لینے والوں کا سر کچل دیا جاوے ۔ ایسی حرکتوں سے تمہارے مٹ جانے کا احتمال ہے ۔"

(ملاپ ۱۷ ر نومبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۳ کالم ۱)

آریہ دھرم یہ ہیں

"آریہ سماج نے بڑی بے دردی سے ان تیاگی دھرم پرائیں آتماؤں کو جھوٹے وہم و گمان میں پڑ کر سنتھاؤں کی مایا جال سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موہت ہو کر ان سنتھاؤں کی انتی دوپی چنتا میں سواہا کر دیا۔ اب انہی سنتھاؤں سے نکلے ہوئے نوجوان ناستکتا (دہریت) کی بھیانک لہر میں بہتے ہوئے آریہ سماج اور ویدک دھرم پر مخول اڑا رہے ہیں اور آریہ سماج کی نندا ہیں۔ مکھ مون سادھ کر خاموش بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہیں۔ یا ممکن ہے۔ یہ لہر ایسی پربل ہو۔ کہ ان کے کنٹرول سے ہی باہر ہو۔ مگر اس طرح دور اندیشی کو بالائے طاق رکھ یہ کہہ کر چپ ہو جانا۔ کہ ہر جگہ آریہ سماجوں میں یہی حال ہے کائیر تا کے پاپ سے کم نہیں۔"

(آریہ ویر ۲۲ر فروری ۱۹۳۱ء صفحہ ۲)

امید ہے۔ کہ سنت رام اجمانی کو اب یہ پورا پورا علم ہو جائے گا۔ کہ ان پڑھے لکھے ہندوؤں میں کوئی بھی ہندو کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ اور یہی ثابت کرنا تھا۔ جو خود آریہ اخبارات نے ہی ثابت کر دکھایا ہے ؛

ویدوں کو دفن کر دیا

"قادیانی جماعت آریہ سماج کی خوشہ چین ہے۔ تعلیم۔ آبادی لیاقت۔ دولت اور اثر کے لحاظ سے آریہ سماج کو اس پر فوقیت حاصل ہے۔ مگر پھر بھی حسب حیثیت قادیانی جماعت کا پریس پروپیگنڈا اہم سے بدرجہا بڑھ کر ہے۔ . . . قادیانی جماعت نے قرآن شریف کی ایک مستند تفسیر ایک خواص علماء کی کمیٹی سے کرائی ہے۔ اور وہ اس وقت ہر جگہ مل سکتی ہے۔ مگر آریو تم کو شرم سے کہاں چھپنا چاہیئے۔ پچاس سال میں آپ نے اپنی طاقت درست اور توجہ صرف بڑے بڑے مینار کھڑے کرنے میں لگا دی۔ اور ویدوں کو ان کے نیچے دفن کر دیا۔"

(آریہ گزٹ لاہور ۲۴ر جنوری ۱۹۳۱ء صفحہ ۱)

ہمانشہ جی نے ایک بہت بڑا دھوکا دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ اور بے شرمی سے کام لیتے ہوئے دیانندی تہذیب کا پورا پورا ثبوت دیا ہے کہ حضرت کرشن ثانی مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چند تحریرات پیش کر کے بتایا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "جماعت احمدیہ کی تعداد تین لاکھ بتائی ہے۔ مگر اب کی مردم شماری کی رپورٹ میں احمدیوں کی تعداد صرف ۵۵ ہزار رہ گئی ہے۔ پس یہ ثابت ہوا۔ کہ قادیانی جماعت موت کے منہ میں جا رہی ہے۔" یہ محض سنت رام کی حماقت اور دھوکا دہی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ میں یہ تحریر مردم شماری کی بنا پر لکھ رہا ہوں۔ بلکہ حضور نے اپنے رجحانات کی بنا پر یہ تحریر کیا تھا اور اب اگر سنت رام اجمانی ہمارے رجحانات کو دیکھے۔ تو یقیناً اس کے ہوش اڑ جائیں۔ کیونکہ بفضلہ تعالیٰ وبذکریم اب جماعت بہت بڑھ چکی ہے۔ صرف راولپنڈی شہر کی جماعت کو ہی گن لے۔ ہاں اگر مردم شماری کے بنا پر ہی غور کرنا ہے۔ تو ۱۹۲۱ء اور ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کا مقابلہ اور موازنہ کر کے دیکھ لے۔ گورنمنٹ کی رپورٹ کی بنا پر بھی ہماری جماعت سو فیصدی کے حساب سے بڑھ چکی ہے۔

میں یہ ثابت کر چکا ہوں۔ کہ آریہ سماج بلحاظ اپنے اعتقادات اور دیانندی تحریرات کے مر چکی ہے اب جو آریہ سماج ہے۔ وہ دیانندی گھرت نہیں ہے بلکہ کچھ اور ہی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"آریہ سماج کی پوزیشن اس وقت سوامی دیانند کی پوزیشن نہیں ہے۔ آریہ سماج نے طوعاً کرہاً مروجہ ہندو دھرم کی پوزیشن کو شادی شدہ لوگوں کی صورت میں اور پنر وواہ کو ودھواؤں (بیوگاں) یا رنڈوں کی صورت میں قبول کر کے سوامی دیانند کی پوزیشن سے منہ موڑ لیا ہے۔"

(آریہ گزٹ ۲۰ر جون ۱۹۳۱ء صفحہ ۱۹ کالم ۲)

دیانند کے خیالات بگڑ گئے

"رشی دیانند مہاراج کا ظہور ہوا۔ آریہ سماج نے ان کی باتوں کو غور سے سنا یا جن لوگوں نے سنا۔ ان کا نام آریہ سماج ہوا۔ مگر اس نے ان خیالات کو صحیح نہیں رہنے دیا۔ اپنی من مانی باتوں کو ملا ہی دیا۔"

(آریہ گزٹ کارشتی نمبر ۲۵ر فروری ۱۹۳۳ء)

دیانند کو فراموش کر دیا گیا

"ہمیں یہ کہنے میں ذرا تامل نہیں۔ کہ سوامی دیانند کے آدرش کو فراموش کیا جا چکا ہے۔ ایسی باتیں صرف ہم ہی نہیں کہہ رہے۔ کئی بزرگوں کو اس کا احساس ہوا ہے۔ اور انہوں نے اظہار کیا ہے۔"

(آریہ گزٹ ۲۲ر اپریل ۱۹۳۳ء صفحہ ۳)

آریہ سماج مذہب۔ صداقت اور کیریکٹر وغیرہ وغیرہ کے لحاظ سے مر چکا ہے۔ اب جو آریوں کی حالت ہے۔ وہ یہ ہے :-

"اب تو آریہ سماج کے اندر بھی ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ جو سدھانتوں کو ڈھکوسلا کہتے ہیں۔ اور سدھانت کی بات کہنے والوں کو شوریدہ سر کہتے ہیں۔" (آریہ ویر ۲۴ر جون ۱۹۳۳ء)

آریہ سماج میں سوارتھ ہی سوارتھ ہے

"اب جس شخص کو اور کسی سماج میں جگہ نہ ملے وہ آریہ سماج میں گھس جاتا ہے۔ کوئی دولت کے لئے۔ کوئی عورت کے لئے (کیونکہ نیوگ کی کھلی اجازت ہے۔ احمدی شرما۔) کوئی مان (عزت) کے لئے۔ کوئی اپنے آپ کو پانچوں سواروں میں گنے جانے کے لئے آتا ہے۔ جدھر دیکھو سوارتھ ہی سوارتھ نظر آتا ہے۔ . . . . دولت کمانے کے نشہ سے اس قدر اندھے ہو گئے ہیں۔ کہ اپنے دھارمک سدھانتوں کو بھی تلانجلی دے رہے ہیں۔"

(اخبار آریہ ویر ۱۷ر فروری ۱۹۳۳ء)

سچائی ختم

"آریہ سماج کی موجودہ اوستھا تو ایسی ہو چکی ہے۔ کہ اس میں سچائی کا پرچار کرنا اور اپنے متعلق کچھ بھی سننا ناقابل معافی جرم سمجھا جا رہا ہے۔" (آریہ ویر ۲۵ر دسمبر ۱۹۳۲ء)

ہمانشہ جی نے ایک بہت بڑا دھوکا دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ اور بے شرمی سے کام لیتے ہوئے دیانندی تہذیب کا پورا پورا ثبوت دیا ہے کہ حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شرافت گم

"عوام کا آریہ سماج میں داخل ہونا تو ایک طرف رہا شریف آدمیوں کا آریہ سماج کے اندر رہنا ہی مشکل ہو رہا ہے"

(آریہ ویر لاہور ۲۶ دسمبر ۱۹۲۹ء)

اس کا نتیجہ

"آریہ سماج کی موجودہ حالت دیکھکر رونا آتا ہے۔۔۔۔ ہماری کٹل بدھی کے باعث سماج دن بدن تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ دھرم اور سمپردائیک اتہاس میں آریہ سماج ہی ایک ایسا سماج ہے۔ جو پچاس سال کے تھوڑے عرصہ میں ہی اس حالت کو پہنچ گیا ہے"

(آریہ ویر ۳۰ نومبر ۱۹۳۲ء صفحہ ۸)

ناظرین آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ کہ اگر یہ ترقی ہے کہ شرافت۔ سچائی اور دھرم کو تیاگ دو۔ تو بیشک آریہ سماج ترقی کر رہا ہے۔ لیکن آریوں کی طرح دنیا اندھی نہیں ہے۔ اس لئے آریوں کو چاہیئے کہ اگر اس کو ہی ترقی جانتے ہیں۔ تو دنیا کے باقی ماندہ بے اعمالوں اور نامسلمانوں کو بھی آریہ ہی جان لیں

(خاکسار فتح محمد احمدی شرما ازکراچی)

چندہ کشمیر اور قادیان کی احمدیہ مستورات

گذشتہ ایام میں میاں احمد الدین صاحب زرگر چندہ کشمیر کی وصولی کے بعد قادیان آئے تو انہوں نے مستورات کی طرف سے بلغ ۹۵/- داخل کرائے اس پر اُن سے کہا گیا۔ کہ اگر ۵/- اور ہوتے۔ تو پورا ایک سو روپیہ ہو جاتا۔ انہوں نے کہا۔ کہ میں ابھی جاکر قادیان کی مستورات سے لاتا ہوں۔ اسی دن شام کو انہوں نے ۵/- قادیان کی مستورات سے داخل کرائے۔ اس وصولی کے دوران میں ان کو بعض احمدیہ مستورات قادیان نے تحریک کی۔ کہ باہر کی جماعتوں کی مستورات کی طرف سے تو بڑی بڑی رقوم ہیں۔ لیکن قادیان کے صرف ۵/- یہ بہت چھوٹی رقم ہے۔ اس لئے اب قادیان کی تمام احمدیہ مستورات سے چندہ کشمیر وصول کریں۔ نیز یہ بھی کہا کہ ہم سے اس چندہ کے متعلق کبھی کسی نے نہیں کہا اس پر میاں احمد الدین صاحب نے گھر بہ گھر تمام قادیان سے وصولی کی۔ اور ایک ہفتہ کی لگاتار محنت شاقہ کے بعد ایک سو روپیہ صرف قادیان کی مستورات سے وصول کر کے داخل کرایا۔ قادیان کی مستورات کے چندہ کی اسم وار فہرست دی جاتی۔ اگر گنجائش اجازت دیتی۔ میں تمام احمدیہ مستورات قادیان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر عطا فرماوے کہ انہوں نے کشمیر کی بیواؤں اور یتیموں کے لئے امداد کی۔ اور میاں احمد دین صاحب زرگر کی محنت کا بھی شکر گذار ہوں۔ یہ تحریک کی جاتی ہے۔ کہ اگر انسان ہمت اور عزم بالجزم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کوشش کرے۔ اور آنے والی مشکلات کا مقابلہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نصرت فرماتا ہے۔ پس چونکہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا منشاء مبارک ہے۔ کہ کشمیر کا چندہ کم سے کم تین ہزار ماہوار ہو۔ اس کی تعمیل کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر ایک جماعت کا فرد نہ صرف اپنا چندہ باقاعدہ ادا کرے۔ بلکہ دوسروں سے بھی باقاعدہ وصول کرے۔ اور احمدیہ مستورات سے بھی التماس ہے۔ کہ وہ بھی حضور ایدہ کے منشاء مبارک کے پورا کرنے کے لئے چندہ کشمیر کے لئے کوشش کریں۔ تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا موجب ہوگا۔ پس مردوں اور عورتوں کو چاہیئے۔ کہ چندہ کشمیر پوری توجہ سے وصول کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماوے۔ والسلام

مناسب ہوگا۔ کہ ہر ایک جماعت کے عہدہ دار اپنے ہاں کی مفصل رپورٹ حضرت اقدس کے حضور میں یا فنانشل سیکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ قادیان کے پتہ سے ارسال فرماویں۔ تا اسے اگر مناسب ہو تو شائع کیا جا سکے۔

(خاکسار برکت علی خاں فنانشل سیکرٹری کشمیر فنڈ قادیان)

حبِ اٹھرا (گود بھری) (رجسٹرڈ)

مولانا حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ شاہی طبیب کا ستر سالہ مجرب نسخہ حبِ اٹھرا گورنمنٹ آف انڈیا سے نظام جان اینڈ سنز کے لئے رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ جو دوسری جگہ سے نہیں مل سکتا۔ اگر آپ کو اولاد کی خواہش ہے۔ تو ہی حبِ اٹھرا رجسٹرڈ گھر میں استعمال کرائیں۔ اگر آپ نے بے اولادی کا اندھیرا دور کرنا ہے۔ تو حبِ اٹھرا رجسٹرڈ منگوا کر استعمال کرا دیں۔ حبِ اٹھرا امراض اٹھرا کا تریاق ہے۔ اٹھرا کی شناخت حمل گر جاتے ہیں۔ مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر مر جاتے ہیں۔ اٹھارہ سال تک نہیں پہنچتے۔ حبِ اٹھرا رجسٹرڈ رحم کی تمام کمزوریاں دور کرتی۔ بچہ کو طاقتور بناتی۔ حمل کو گرنے سے روکتی اور پیدائش میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ بچہ اور والدہ کے لئے تریاق ہے۔ قیمت فی تولہ ۱۴ مکمل خوراک ۱۱ تولہ۔ یکدم منگوانے پر صرف ۱۱ روپیہ علاوہ محصول۔ نصف منگوانے پر صرف محصول معاف۔

المشتہر

نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

وصیت ۳۹۵۸

منکہ الفت بی بی زوجہ عبد الغنی قوم شیخ عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۳۱ دسمبر ۱۹۰۳ء ساکن سانیاں حال قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل ٹبالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۵/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیورات قیمتی ۲۰۰/- مہر مبلغ ۳۲/- کل ۳۳۲/- روپیہ اس وقت میرے پاس ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور ۱۱/۳۰ داخل کرتی ہوں۔ اور میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد جو اس وقت موجود ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

گواہ شد:۔ عبد الغنی ولد شیخ گلاب الدین خاوند موصیہ ساکن قادیان محلہ دار البرکات بقلم خود۔

العبد:۔ مسماۃ الفت بی بی زوجہ عبد الغنی سکنہ سانیاں سیداں حال وارد۔۔۔

(قادیان سے شائع کیا)